Ali Ahmad Canal Patwari of Ch. 52. S.B.

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✤ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے



# ریویو آف ریلیجنز

یعنی

## دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۸ — نومبر ۱۹۱۹ء — نمبر ۱۱

مطابق صفر ۱۳۳۸ھ

چندہ سالانہ

### فہرست مضامین

# حضرت خلیفۃ المسیح اوّل شاہی حکیم مولٰنا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی مجرّب ادویات

**سُرمہ لاثانی** } کمزوری آنکھ ۔ دھند ۔ جالا ۔ سُرخی چشم ۔ ضعف بصارت ۔ آنسوؤں کا جاری رہنا
ان امراض کا لاثانی سرمہ ۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

**سُرمہ برقی** ۔ کمزوری آنکھ ۔ خارش ۔ آنکھوں سے پانی کا آنا ۔ دھند ۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

**حبّ اکسیر جنین** ۔ اٹھرا کی بیماری کا مجرّب المجرّب علاج ۔ اٹھرا یعنی حمل کا گر جانا بچہ کا مردہ پیدا ہونا قیمت فی تولہ عہ

**مومیائی** ۔ بدن کی طاقت کے لئے اکسیر ۔ تمام قوتوں کا مجموعہ کیسی ہی کمزوری ہو ۔ اس کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے ۔ قیمت فی تولہ عہ

**معجون مسکی** ۔ بدن کی زردی ۔ کمی خون ۔ دل کا دھڑکنا ۔ معدہ کی کمزوری ۔ سانس کا پھولنا ۔ ان بیماریوں کے لئے اکسیر ہے ۔ قیمت ۴ تولہ صہ

**حبّ جانا** ۔ تمام بدن کی کھوئی طاقت کا واپس لانا ان کا فرض منصبی ہے کمی خون کو چند یوم میں پورا کر دینا ان کا منصب ہے تمام پٹھوں کی کمزوری کیلئے ان کے اندر برقی تماشا ہے ۔ دماغ کی قوّت میں بے مثل ہیں ۔ نسیان کو دور کرنا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے ۔ منگواؤ اور فائدہ اُٹھاؤ ۔ ۲۰ گولیاں عہ

## ہمارا ایجاد کردہ تحفہ سرما تیار ہو گیا

تمام اعضائے رئیسہ کے لئے اکسیر ہے ۔ بڑھاپے کی کمزوری کے لئے لاثانی ہے خون پیدا کرنے میں اور بڑھانے میں بے مثل ہے ۔ بدن کو خوش رنگ اور نرم ۔ چہرہ کو پُر رونق اور چمکتا ہوا بناتا ہے ۔ تمام طاقت کو ترقی دیکر آگے سے دگنی کرتا ہے ۔ سردی کے ایام میں اسکا استعمال آب حیات کا کام دیتا ہے ۔ ہر ایک طاقت چاہنے والے انشاء اللہ یقیناً طاقت حاصل کر لیں گے ۔ اور اصحاب دفاتر ۔ اور طلباء مدارس وکاتب اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ۔ اس کے استعمال سے تمام تھکان حساب وکتاب اور ثقالت دماغ جاتی رہے گی ۔ اور روز بروز دماغ وحافظہ ترقی کرتا جائیگا ۔ قیمت ۲۰ تولہ دو روپے (عہ)

ملنے کا پتہ :۔ نظام جان عبدالرحمٰن کاغانی ۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# ہمارا آقا صلے اللہ علیہ وسلم

## باب پنجم

(جس میں آنحضرت صلعم کی مدنی زندگی کے حالات بیان کئے جاوینگے)

(مرزا بشیر احمد)

**تاریخ مدینہ**

پچھلے باب میں ہم نے ہجرت یثرب کا ذکر کرتے ہوئے مدینہ کا کچھ مختصر سا حال تحریر کیا تھا۔ اب ذرا تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کی مدنی زندگی کے حالات سمجھنے کے لئے مدینہ اور اس کی آبادی کی تاریخ کا جاننا ضروری ہے۔

یہ بتایا جاچکا ہے کہ وہ شہر جو کہ اب ہمارے درمیان مدینہ کے نام سے مشہور ہے آنحضرت صلعم کی ہجرت سے پہلے عرب کے اندر یثرب کے نام سے معروف تھا۔ یثرب حجاز میں مکہ سے شمال کی طرف قریباً اڑہائی سو میل کے فاصلہ پر بحر احمر کے مشرقی ساحل سے قریباً پچاس میل مشرق کی طرف ہٹکر واقع ہے۔ اسی وجہ سے مکہ سے شام کی طرف جانے والے تاجر بعض اوقات راستہ سے کچھ ہٹکر یثرب بھی ہوتے جاتے تھے۔ گویا یثرب اس قدیم تجارتی راستہ کے قرب میں واقع ہے۔ جو مکہ سے شام کی طرف جاتا ہے۔

جگہ کے لحاظ سے مدینہ کو ایک اونچی وادی کہنا چاہیئے جو ارگرد پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ سب سے قریب ترین پہاڑ احد ہے جو مدینہ سے شمال کی طرف دو فرسخ کے

فاصلہ پر واقعہ ہے۔ مدینہ میں بارش عرب کے حالات کے لحاظ سے کافی ہو جاتی ہے اور زمین بھی ویسی ریتلی نہیں جیسے مکّہ کے قریب یا عرب کے اور اکثر دوسرے مقامات میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ کے باشندے قدیم زمانہ سے کھیتی باڑی بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ مدینہ میں گرمی بہت تیز پڑتی ہے اور سردیوں میں کافی تیز سردی ہوتی ہے اور آب و ہوا کچھ خراب اور نسبتاً مرطوب ہے اور ایک اجنبی شخص کے لئے صحت پر بُرا اثر ڈالنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ شروع شروع میں مہاجرین نے مدینہ میں بیماری سے بہت تکالیف اُٹھائیں ؛

یثرب میں سب سے پہلے آباد ہونے والے عمالیق تھے جنہوں نے اس میں کھجوروں کے باغ لگائے اور مکان بنائے اور چھوٹے چھوٹے قلعے تیار کیئے۔ ان کے بعد مدینہ میں یہود آباد ہوئے جو شام کی طرف سے آئے تھے اور غالباً رومیوں کے خوف کی وجہ سے اپنے وطن سے نکلے تھے۔ مدینہ میں آباد ہونے والے یہود تین قبائل میں منقسم تھے۔ بنو قینقاع - بنو نظیر اور بنو قریظہ۔ انہوں نے اپنی رہائش کے لئے چھوٹے قلعے تیار کیئے جو ایک دوسرے سے بالکل ملحق نہ تھے بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مدینہ کے آس پاس پھیلے ہوئے تھے یہود کا پیشہ عموماً تجارت اور زمینداری تھا۔ بنو قینقاع صنّاعی کا کام کرتے تھے۔ یہود نے آہستہ آہستہ مدینہ کے گرد و نواح میں اپنا اثر پیدا کرنا شروع کیا اور جلد بہت اقتدار حاصل کر لیا۔ یہود اسی اقتدار کی حالت میں تھے کہ یمن سے سیل عرم سے بھاگے ہوئے اوس اور خزرج بنو قحطان کے دو قبیلے یہاں آکر آباد ہوئے۔ اور اسی طرح انہوں نے بھی مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں چھوٹے چھوٹے قلعے بنا لئے۔ شروع شروع میں تو یہ یہود سے بالکل الگ رہے لیکن آخر یہود کے زور اور اقتدار کی وجہ سے ان کے حلیف بن گئے ؛

اس کے بعد آہستہ آہستہ اوس اور خزرج نے بھی پھیلنا اور زور پکڑنا شروع کیا اور کچھ کچھ یہود کی ہمسری کا دم بھرنے لگے لیکن چونکہ یہود علاوہ دنیوی طور پر زیادہ طاقتور

اور باثر ہونے کے تعلیم اور دینی امور میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے اور اوس اور خزرج بُت پرست اور گویا بالکل جاہل اور اَن پڑھ تھے اس لئے اوس وخزرج پر ان کا ایک گہرا اثر تھا حتیٰ کہ لکھا ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے نرینہ اولاد نہ ہوتی تھی تو وہ منت مانتا تھا کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہوگا تو اس کو یہودی بنا دونگا چنانچہ اسطرح کئی لوگ یہودی بن گئے۔ بایںہمہ بالآخر ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ یہود اور انصار* کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ گیا اور اوس اور خزرج نے غسّانی فرمانروا کی مدد سے یہود کے تمام سربرآوردہ لوگوں کو دھوکے سے قتل کروا دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یہود کا زور ٹوٹ گیا اور اوس وخزرج طاقت پکڑ گئے۔ لیکن یہود کے زور ٹوٹنے کا ایک اور اثر بھی ہوا جس نے بالآخر اوس اور خزرج کا باہمی اتحاد نہ رہنے دیا اور وہ یہ کہ جب تک تو یہود طاقتور رہے اوس اور خزرج آپس میں اتحاد اور صلح کے ساتھ رہنے اور اپنا جتھا بنائے رکھنے پر مجبور تھے۔ لیکن جب یہود کمزور ہو گئے تو اوس اور خزرج نے آپس میں خانہ جنگیاں شروع کردیں جن کا حلقہ اتنا وسیع ہوا کہ آخر دونو قومیں آپس میں کٹ کٹ کر نہایت کمزور ہوگئیں اور یہود کو پھر طاقت پکڑ جانے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انصار کے دونو قبیلوں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے پھر یہود کے قبائل کے ساتھ سازباز شروع کی چنانچہ بنو قینقاع خزرج کے حلیف ہوگئے اور بنو نظیر اور بنو قریظہ اوس کے ؟

اہل مدینہ اسی حالت میں تھے کہ آنحضرت صلعم نے مکّہ میں نبوّت کا دعویٰ کیا چنانچہ اوس اور خزرج کے درمیان آخری جنگ جو بعاث کے نام سے مشہور ہے وہ آنحضرت صلعم کے زمانۂ نبوّت میں ہی ہوئی۔ اس لڑائی میں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قدر خونریزی ہوئی کہ اوس اور خزرج کے تمام نامور رئیس ایک دوسرے کے ہاتھ سے کٹ کٹ کر مر گئے اور انصار اس قدر ضعیف ہوگئے کہ انہوں نے بالآخر فیصلہ کیا کہ جب تک وہ پھر آپس میں اتحاد کے ساتھ اکٹھے ہو کر نہ رہینگے وہ اپنی ہستی کو قائم نہیں رکھ سکینگے چنانچہ دونو قبیلوں کا

*باعتبار معانی۔ مدینہ کی وہ آبادی جو مسلمان ہوگئی اور جس نے آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب کو پناہ دی اور آپ کی امداد کی انصار کہلاتی ہے۔ منہ

اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ عبد اللہ بن ابیّ بن سلول جو قبیلہ خزرج کا ایک نہایت نامور رئیس تھا اس کو اپنا بادشاہ اور سردار بنا لیا جاوے۔ چنانچہ اس کی تیاری کیگئی مگر عبد اللہ کا سر انصار کی سرداری کے تاج سے ابھی مزین نہ ہوا تھا کہ رسالت مآب کی ندا مدینہ تک پہنچ گئی اور طاقت بالا انصار کو کسی دوسری طرف کھینچ کرلے گئی۔ عبد اللہ کے لئے آنحضرت صلعم کی مدینہ میں آمد گویا کہ ایک رقیب کی آمد تھی جس نے کہ نہ صرف اس سے انصار کی سرداری کا تاج چھین لیا بلکہ اس کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا۔ چنانچہ اس نے آنحضرت صلعم کی مخالفت شروع کی۔ اور چونکہ وہ اتنی طاقت و جرأت نہ رکھتا تھا کہ کھلم کھلا رسولِ خدا کے مقابلہ میں کھڑا ہو اس لئے اس نے بظاہر اسلام قبول کر لیا مگر اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے اسلام کی مخالفت شروع کی اور منافقین کا سردار بن گیا بئس الرئیس وبئس المرؤس ✦

**نزولِ قباء** آنحضرت صلعم جب مدینہ پہنچے تو سیدھے شہر میں نہیں گئے بلکہ مدینہ سے جنوب کی طرف ایک بستی ہے جس کا نام قباء ہے آپنے اس کا رُخ کیا۔ وہاں انصار کے کئی خاندان آباد تھے۔ ان میں نہایت ممتاز عمرو بن عوف کا خاندان تھا جس کے سردار اس زمانہ میں کلثوم بن الہدم تھے۔ آنحضرت صلعم انہی کے پاس مقیم ہوئے۔ آن کی آن میں سارے مدینے میں آپ کی آمد کی خبر پہنچ گئی انصار جوش اور مسرت اور اخلاص میں جوق درجوق آتے اور آنحضرت صلعم کی ملاقات کا شرف حاصل کرتے۔ مہاجرین مکہ جو آپ سے پہلے مدینہ پہنچ چکے تھے وہ بھی اکثر کلثوم بن الہدم ہی کے مہمان تھے ✦

آنحضرت صلعم نے قباء میں چودہ روز قیام کیا۔ مورخین تین دن لکھتے ہیں مگر صحیح حدیث میں چودہ دن کا ذکر ہے اس لئے یہی قابل ترجیح ہے ✦

**تعمیر مسجد قباء** مؤرخین لکھتے ہیں کہ قباء میں سب سے پہلا کام جو آپ نے کیا وہ ایک مسجد کی تعمیر تھی۔ کلثوم بن الہدم کی ایک افتادہ جگہ خالی تھی وہاں آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنیاد رکھی اور پھر اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ لکھا ہے کہ آپنے

بھی اس کی تعمیر میں بہت حصّہ لیا خود پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے اور کام کرنے والوں کی مدد کرتے۔
یہی وہ مسجد ہے جس کے مقابلہ میں کئی سال بعد منافقین مدینہ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی
جسے قرآن شریف میں مسجد ضرار کے نام سے یاد کیا گیا ہے چنانچہ اسی وجہ سے بعض لوگوں
کا خیال ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیات اسی مسجد قباء کی شان میں ہیں کہ لمسجد اسس علے
التقوىٰ من اوّل یوم احق ان تقوم فیه - فیه رجال یحبون ان یتطهروا
واللّٰه یحب المطهرین - مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں مدینہ کی مسجد نبوی
کی طرف اشارہ ہے واللّٰہ اعلم۔

آنحضرت صلعم کو قباء پہنچے صرف تین دن گذرے تھے کہ حضرت علیؓ بھی ہجرت کرکے
مدینہ پہنچ گئے اور آنحضرتؐ سے قباء میں آملے :

**ورود مدینہ**

اور غالباً ابھی آپ قباء میں ہی تھے کہ انصار میں اس بات پر باہم گفتگو
ہوئی کہ آنحضرت صلعم مدینہ میں چلکر کسی کے ہاں ٹھہریں ہر ایک چاہتا
تھا کہ اسے آپ کی مہمانی کا فخر حاصل ہو۔ آنحضرت صلعم کے سامنے بھی لوگوں نے بڑھکر بڑھکر
اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر احادیث میں لکھا ہے کہ آپنے فرمایا میں بنی نجار کے ہاں ٹھیرونگا۔
اسلام اور اخلاص میں تو سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے لیکن بنو نجار کو یہ مزید
فخر حاصل تھا کہ وہ آنحضرت صلعم کے رشتہ دار تھے کیونکہ آپکے دادا عبد المطلب کی ماں
سلمٰی اسی خاندان کی ایک لڑکی تھی اس لئے اغلباً اسی قرابت کی وجہ سے آپنے اس قبیلہ
کی مہمانی کو اختیار کیا۔ خیر چودہ دن کے قیام کے بعد آنحضرت صلعم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔
حضرت ابوبکرؓ آپکے ساتھ آپ کی اونٹنی پر آپکے پیچھے سوار تھے اور انصار کا ایک بڑا گروہ آپکے
ساتھ پاپیادہ چل رہا تھا۔ یہ جمعہ کا دن تھا ........................
...راستہ میں ہی نماز جمعہ کا وقت آگیا اور آپنے انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت میں
نماز جمعہ ادا کی۔ لکھا ہے کہ یہ پہلا جمعہ تھا جو آنحضرت صلعم نے پڑھا۔ نماز کے بعد آپ پھر
روانہ ہوئے۔ راستہ میں انصار کے گھروں کے پاس سے گذرتے تھے تو انصار جوش اخلاص

٭ اس جگہ اب ایک مسجد ہے جسے مسجد الجمعہ کہتے ہیں۔ منہ

میں بڑھ بڑھکر عرض کرتے کہ حضور یہ ہمارا گھر مال وجان حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان موجود ہے آپ تشریف فرما ہوں آپ ان کے لئے دعا کرتے اور شہر کی طرف بڑھتے جاتے۔ عورتوں اور لڑکیوں نے گھروں کی چھتوں پر چڑھکر گانا شروع کیا:

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا — ما دعا اللہ داع

یعنی ہم پر چودھویں کے چاند نے طلوع کیا۔ کوہ وداع کی گھاٹیوں سے۔ اس لئے ہم پر شکر واجب ہوگیا ہے اس وقت تک کہ دعا مانگنے والے دعا مانگیں یعنی ہمیشہ تک'' طبری لکھتا ہے کہ اس دن انصار کے لڑکے گلی کوچوں میں گاتے پھرتے تھے کہ ''محمد صلعم آگئے۔ رسول خدا آگئے'' جب آنحضرت صلعم شہر میں پہنچے تو انصار میں سے ہر ایک فرد کی یہ خواہش تھی کہ آپ اس کے مہمان ہوں اور ہر شخص بڑھ بڑھکر اپنی خدمات کو پیش کرتا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے بروایت مورخین حکم دیا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے اور آپ نے بھی اس کی باگیں چھوڑ دیں۔ چنانچہ آپ کا ناقہ شہر میں سے گذرتا ہوا خود بخود بنو نجار کے محلہ میں پہنچا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جب آپ اس محلہ میں داخل ہوئے تو بنو نجار کے لوگ ہتھیار سجا سجا کر آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور قبیلے کی لڑکیوں نے گانا شروع کیا:-

نحن جوار من بنی النجار — یا حبذا محمداً من جار

ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ — خوشی ہو محمد صلعم کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔

آپ نے ان لڑکیوں کو مخاطب کرکے کہا ''کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ''ہاں'' آپ نے فرمایا ''اللہ جانتا ہے کہ میرا دل بھی تم سے محبت رکھتا ہے'' غرض

---

٭ وداع ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینہ کے قریب ہے اور جہاں سے مدینہ والے ان مسافروں کو رخصت کیا کرتے تھے جو مدینہ سے مکہ وغیرہ کیطرف جاتے تھے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ منہ

اس طرح آپ بنو نجار کے محلہ میں پہنچے ۔۔۔۔۔۔ اس محلہ میں ایک افتادہ زمین انصار کے دو لڑکوں کی تھی۔ جب آنحضرت صلعم کا ناقہ اس جگہ پہنچا تو بیٹھ گیا۔ مگر ابھی آنحضرت صلعم اترے نہ تھے کہ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آگے کی طرف بڑھا لیکن چند قدم جاکر پھر لوٹا اور پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلعم اترے اور اللہ سے دعا کی اللھم انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین۔ اے میرے اللہ مجھے مبارک منزل میں اتار۔ یعنی میرے لئے اس منزل کو مبارک کر کہ تو سب اتارنے والوں سے بہتر اتارنے والا ہے "

لکھا ہے کہ آپنے چار دفعہ یہی کلمہ دہرایا۔ پھر آپنے حکم دیا کہ آپ کا رحل اتار لیا جاوے۔ **ابو ایوب** انصاری کا مکان قریب تھا انہوں نے بڑھکر آپ کا خیر مقدم کیا اور اپنا مکان پیش کیا۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا آنحضرت صلعم نے نچلی منزل میں ٹھیرنا پسند کیا تاکہ ملاقات کرنے والوں کے لئے آسانی ہو۔ اس مکان میں آپنے سات ماہ قیام کیا حتیٰ کہ مسجد نبوی اور آپ کا مکان تیار ہو گئے۔ لکھا ہے کہ ابو ایوب آپکے پاس کھانا پہنچاتے اور پھر جو کھانا بچتا وہ ابو ایوب اور ان کی اہلیہ تبرکاً کھاتے اور کمال محبت سے کھانے میں اسی جگہ انگلیاں ڈالتے جہاں آنحضرت صلعم نے ڈالی ہوتیں۔ دوسرے اصحابؓ بھی بعض اوقات آپ کو کھانا بھجواتے تھے۔ ان میں سعد بن عبادہؓ کا نام خصوصیت سے سابقہ مورخین نے بیان کیا ہے ؛

مدینے پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد آپنے زید بن حارثہ کو مکے روانہ کیا تا آپکے اہل عیال کو جاکر لے آویں۔ چنانچہ وہ گئے اور سب کو لیکر مع الخیر واپس مدینے پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ ہی عبداللہ بن ابی ابو بکر بھی حضرت ابو بکرؓ کے اہل عیال کو لیکر پہنچ گئے ؛

**مسجد نبوی کی تعمیر** مدینہ کے قیام کا سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا جس جگہ آپ کی اونٹنی پہلے آکر بیٹھی تھی وہ انصار کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس میں کچھ کھجور کے درخت تھے اور کچھ قبریں وغیرہ تھیں۔ انصار اور بچوں نے یہ زمین مفت نذر کرنی چاہی لیکن آنحضرت صلعم نے مفت لینی منظور نہ کی چنانچہ اس زمین

کی قیمت ادا کی گئی اور جگہ کو صاف کیا گیا اور قبریں ہموار کر دی گئیں اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی۔ حسب عادت آنحضرت صلعم کبھی خود بھی تعمیر کے کام میں شریک ہوتے تھے۔ صحابہؓ کام کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے اور آنحضرت صلعم بھی بعض اوقات ان کی آواز کے ساتھ آواز ملاتے تھے ؎

اللّٰھمّ لا اجر الا اجر الاٰخرۃ ؛ فارحم الانصار والمھاجرۃ

اے اللہ اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین پر اپنا رحم فرما۔

جو مسجد تیار ہوئی اس کی دیواریں کچّی اینٹوں کی تھیں اور چھت پر کھجور کے تنے اور شاخیں ڈالی گئی تھیں مسجد کے اندر کے ستون بھی کھجور کے تھے۔ مسجد کی چھت اور فرش وغیرہ کا یہ حال تھا کہ بارش ہوتی تھی تو مسجد کے اندر تمام کیچڑ ہو جاتا تھا اور نماز پڑھنی مشکل ہو جاتی تھی۔ شروع میں مسجد کا رُخ بیت المقدس کی طرف تھا لیکن تحویل قبلہ کے ساتھ یہ رُخ بدل دیا گیا۔ جنوب کی طرف عام آمد کا دروازہ تھا۔ مسجد کے ساتھ ملحق مشرق کی طرف آنحضرت صلعم کا رہائشی مکان تیار کیا گیا۔ مکان کیا تھا ایک کچّا چھوٹا سا حجرہ تھا۔ اس حجرہ اور مسجد کے درمیان ایک دروازہ تھا جس میں سے آپ آتے جاتے تھے۔ جب آپ نے زیادہ بیبیاں کیں تو اسی حجرہ کے ساتھ اور اس کے مقابلہ پر دوسرے مکانات تیار ہوتے گئے۔ مسجد کے پاس بعض دوسرے صحابہؓ کے مکانات بھی تھے ؛

### صفہ اور اصحاب صفہ

مسجد کے ایک کنارے پر ایک چھت دار چبوترہ تھا جس کو صفہ کہتے تھے۔ یہ ان غریب مہاجرین کے واسطے تھا۔ جو کوئی گھر بار نہ رکھتے تھے ایسے لوگ یہیں رہتے تھے اور اصحاب الصفہ کہلاتے تھے۔ ان کا کام دن رات نبی کریمؐ کی صحبت میں رہنا عبادت کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہنا تھا۔ ان کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا۔ باہر سے لوگ کھانا وغیرہ ان کو لا کر دے جاتے تھے تو یہ کھا لیتے تھے۔ کچھ نہ ملتا تو بھوکے ہی پڑ رہتے ؛

یہ تھی مسجد نبوی جو علاوہ عبادت گاہ ہونے کے **ایوان حکومت** کا بھی کام دیتی تھی۔

میور معاندین اسلام میں سے ہے لیکن اس موقعہ پر وہ بھی اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ تعمیر مسجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔ "گو یہ مسجد سامان تعمیر کے لحاظ سے نہایت سادہ اور معمولی تھی اور وسعت کے لحاظ سے بھی گویا بالکل حقیر تھی لیکن محمدؐ کی مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسول خدا اور اس کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گذارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت آغاز ہوا اور یہیں ہر جمعہ کے دن تمام مسلمان خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوا کرتے تھے۔ یہیں رسول خدا اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتا تھا اور یہی وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفد اس کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ اور اسی مسجد سے وہ شاہی احکام جاری کئے جاتے تھے جو جزیرہ عرب کے دور دراز کناروں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے۔ اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہ کے حجرہ میں اس نے اپنی جان دی اور اسی جگہ وہ اپنے دو[2] خلیفوں کے پہلو بہ پہلو زیر خاک مدفون ہے"۔[1]

### حضرت عائشہؓ کا رخصتانہ

یہ مسجد اور اس کے ساتھ کے حجرے سات ماہ کے عرصہ میں تیار ہو گئے اور آنحضرت صلعم اپنے نئے مکان میں سودہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ انہی دنوں میں حضرت عائشہؓ کا رخصتانہ ہوا۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی شادی مکہ میں ہی ہو گئی تھی جس وقت کہ ان کی عمر چھ سال کی تھی۔ اب وہ نو سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بالغ تھیں۔ عرب جیسے ملک میں ایک لڑکی کا نو سال کی عمر میں بالغ ہو جانا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ اب تک حضرت عائشہ اپنے باپ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مدینہ کے قریب ایک گاؤں میں رہتی تھیں جس کا نام سنح تھا۔ یہیں سے ان کا رخصتانہ ہوا اور وہ حرم نبوی میں داخل ہوئیں +

### اذان کی ابتدا

ابھی تک باجماعت نماز کا التزام نہ تھا مسجد نبوی کے تیار ہو جانے پر یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی اور سوال پیدا ہوا کہ کس طرح مسلمانوں کو

وقت پر جمع کیا جاوے۔ کسی صحابی نے نصاریٰ کی طرح ناقوس کی رائے دی کسی نے یہود کی طرح بوق کی اور کسی نے یہ تجویز پیش کی کہ نماز کے وقت کسی اونچی جگہ آگ جلائی جاوے جس کو دیکھکر سب لوگ جمع ہوجاویں مگر حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ کوئی شخص اونچی آواز سے پکار دیا کرے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اس تجویز کو حضرتؐ نے پسند کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس فرض کو ادا کیا کریں چنانچہ وہ نماز کے وقت الصلوٰۃ جامعۃ کہکر پکارا کرتے تھے اور لوگ جمع ہوجاتے تھے۔ اس کے ایک عرصہ بعد ایک صحابی عبداللہ بن زید بن ثعلبہ کو خواب میں موجودہ اذان کے الفاظ سکھلائے گئے انہوں نے آنحضرت صلعم سے آکر ذکر کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ سچا رؤیا ہے اور بلالؓ کو حکم دیا کہ اسی طرح اذان کہا کریں۔ لکھا ہے کہ جب بلالؓ نے پہلی دفعہ اس طرح اذان کہی تو حضرت عمرؓ دوڑتے ہوئے اپنے مکان سے نکل آئے اور آکر نہایت خوشی خوشی آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ حضورؐ جو رؤیا عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے بعینہ یہی رؤیا میں نے بھی دیکھا ہے۔
جو طریق اذان کا اس طرح شروع ہوا ہے وہ ایسا بے نظیر اور مبارک ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر روز پانچ وقت اسلامی دنیا کے ہر شہر و گاؤں میں کئی جگہوں سے خدا کی توحید اور محمد صلعم کی نبوت کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اور تمام اسلامی تعلیمات کا خلاصہ جامع الفاظ میں لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے ؛

## مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلہ مؤاخاۃ

مہاجرین عام طور پر مدینہ میں بالکل بے سروسامان تھے کیونکہ غریب تو غریب تھے ہی متموّل اور مالدار مہاجرین بھی عام طور پر اپنا سب مال و متاع مکّہ میں ہی چھوڑ کر نکل آئے تھے ان کے واسطے انتظام کرنا تھا۔ سو نبی کریمؐ نے انس بن مالک کے مکان پر مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور ان کو آپس میں محبت اور پیار سے ساتھ رہنے کی نصیحت کی اور پھر مہاجرین اور انصار میں سے دو دو شخصوں کو اکٹھا کرکے فرمایا کہ تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ لکھا ہے کہ یہ مواخاۃ کا سلسلہ مہاجرین اور انصار میں سے کم و بیش نوے

شخصوں کے درمیان قائم کیا گیا۔ اور طرفین کی طرف سے اس پر ایسی پختگی کے ساتھ عملدرآمد ہوا کہ گویا واقعی حقیقی بھائی تھے بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ وراثت تک پر بھی اس مواخاۃ کا اثر تھا اگر کوئی انصاری مرتا تو اس کا ترکہ بحصہ رسدی اس کے بھائی مہاجر کو بھی ملتا۔ انصار کی سب سے بڑی جائداد ان کی زمین اور باغات تھے انہوں نے پہلے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ ہمارے بھائی مہاجرین کے اندر برابر برابر تقسیم کر دیئے جاویں مگر چونکہ مہاجرین کھیتی باڑی کے کام سے قطعاً ناواقف تھے اور اس کو پسند بھی نہ کرتے تھے اس لئے پھر انصار نے یہ تجویز پیش کی کہ کام کاج سب انصار کرینگے لیکن زمینوں اور باغات کی آمد نصف نصف مہاجرین کو مل جایا کرے چنانچہ اسی کے مطابق عملدرآمد ہوتا رہا حتیٰ کہ مہاجرین کی اپنی جائدادیں بن گئیں اور انصار کی طرف سے اس مدد کی ضرورت نہ رہی۔ ✤ اسی مواخاۃ کا بیان کرتے ہوئے مؤرخین ایک روایت لکھتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگی سعد بن الربیع جو ایک امیر انصاری تھے اور جن کے حصہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کی اخوت آئی تھی انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے اپنی نصف نصف چیز گنوا کر بالآخر عرض کی کہ میری دو بیویاں ہیں تم جس کے متعلق پسند کرو میں اس کو طلاق دیدوں اور تم اس سے شادی کر لو حضرت عبدالرحمٰن نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا خدا یہ سب کچھ تم کو مبارک کرے مجھے صرف بازار کا رستہ بتادو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف نے تجارت شروع کی اور لکھا ہے کہ بالآخر اتنے امیر کبیر ہوگئے کہ سات سات سو اونٹ پر لد کر ان کا تجارتی مال مدینہ میں آیا کرتا تھا اور جب یہ فوت ہوئے تو لاکھوں روپے کا مال ترکہ میں چھوڑا۔

یہ مواخاۃ کا سلسلہ کئی لحاظ سے مفید اور بابرکت ہوا:۔

اوّل۔ ان مہاجرین کے لئے جو فوراً کسی کام پر نہ لگ سکتے تھے اور جن کا بظاہر کوئی معاش کا سامان نہ تھا ایک ذریعہ معاش پیدا ہوگیا ✤

دوسرے۔ بے وطنی اور بے سروسامانی کی وجہ سے مہاجرین کے اندر جو پریشانی لو بے اطمینانی

✤ حاشیہ۔ اسکو مواخاۃ سے خاص تعلق نہیں بلکہ یہ سلوک انصار کی طرف سے مہاجرین کے لئے عام تھا مگر صرف ضمناً ذکر کیا گیا ہے۔ منہ

پیدا ہو سکتی تھی اس سے وہ محفوظ ہو گئے ؛

تیسرے۔ رشتہ داروں سے علیحدگی کے نتیجہ میں جو تکلیف پیدا ہونیکا احتمال تھا وہ نئے رشتہ دار ملجانے سے جو حقیقی رشتہ داروں سے زیادہ محبت کرنے والے تھے پیدا نہ ہوئی بلکہ آرام اور سکون اور راحت میسر ہو گئی ؛

چوتھے۔ انصار اور مہاجرین کے درمیان جو اخلاص اور محبت اور اتحاد مذہبی اور سیاسی دونو لحاظ سے ان ایام میں ضروری تھا وہ مضبوط ہو گیا اور مسلمان گویا ایک جان ہو گئے

یہ مواخاۃ کا سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں جنگ بدر تک قائم رہا ؛

**یہود کے ساتھ معاہدہ** مدینہ کی آبادی کے متعلق پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وہ دو بڑے حصوں میں منقسم تھی۔ بت پرست اور یہود۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد مدینہ کی آبادی زیادہ شاخوں میں تقسیم ہو گئی :-

(۱) مسلمان ؛

(الف) مہاجرین جو عموماً قریش تھے۔

(ب) انصار یعنی اہل مدینہ میں سے وہ لوگ جو مسلمان ہو گئے اور جنہوں نے اسلام اور نبی اسلام کی مدد اور حفاظت کا ذمہ اُٹھایا (اوس و خزرج)

(۲) بت پرست یعنی اوس و خزرج سے وہ چند لوگ جو مسلمان نہیں ہوئے بلکہ نبی کریم کی آمد کے بعد بھی ایک عرصہ تک کفر پر قائم رہے ؛

(۳) منافقین یعنی اوس و خزرج کے وہ لوگ جو بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے لیکن در اصل کفر پر قائم رہے اور اسلام کے خلاف خفیہ شرارتیں کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ ایسی جماعت کھلے دشمنوں کی نسبت بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہے ان کا سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا ؛

---

؎ حاشیہ: عبد اللہ کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ یہ منافقین کا سردار تھا اور یہود اور قریش سے بھی ساز باز رکھتا تھا اور بعض موقعوں پر اپنے دلی بغض کا اظہار بھی کر دیتا تھا جیسا کہ اپنے موقعوں پر اس کا ذکر

(۴) یہود جو تین قبائل میں منقسم تھے بنو قینقاع ۔ بنو نضیر و بنو قریظہ ؛
ان چار گروہوں میں سے پہلے گروہ کی ہر دو شاخیں مذہبی اور سیاسی دونوطرح
ایک نقطہ پر جمع تھیں اور ہر امر میں ان کی آنکھیں ایک ہی وجود کی طرف اُٹھتی تھیں ۔ اور
گو عادات اور طبائع میں ان کا رنگ مختلف تھا اور عرب کے فطری اور قدیم دستور کے

---

بقیہ حاشیہ آئیگا ۔ اسی عبد اللہ کے متعلق بخاری میں روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادۃ
بیمار ہوئے ۔ آنحضرت صلعم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ۔ راستے میں ایک جگہ چند لوگ بیٹھے ہوئے
آپ کو نظر آئے ۔ ان میں کچھ مسلمان تھے کچھ بت پرست اور کچھ یہود ۔ عبد اللہ بن ابی بھی موجود تھا ۔ آنحضرت صلعم
ایک گدھے پر سوار تھے ۔ اس کے پاؤں وغیرہ سے گرد اُٹھا جس نے مجلس کو ڈھانپ لیا ۔ عبد اللہ نے تیوڑی
چڑھا کر اپنے ناک پر کپڑا رکھ لیا اور کہنے لگا دیکھو ہم پر گرد نہ اُڑاؤ ۔ آنحضرت صلعم نے سلام کہا پھر ذرا ٹھیر گئے
پھر اپنی سواری سے اتر آئے اور اُن کے درمیان آکر بیٹھ گئے ۔ اور ان کو دین اسلام کی طرف بلایا اور
کچھ قرآن کا حصہ سنایا ۔ مگر عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ اے شخص مجھے یہ بات پسند نہیں ۔ اگر تیری
بات حق بھی ہے تو بہر حال ہماری مجالس میں یہ باتیں نہ کیا کر ۔ ہاں جو خود تیرے پاس جاوے اس کے ساتھ
بے شک یہ قصے کیا کر ۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ بھی اس مجلس میں بیٹھے تھے بولے ہاں رسول اللہ آپ
ہماری مجالس میں ضرور یہ ذکر کیا کریں کیونکہ ہم کو اس ذکر سے محبت ہے ” پس مسلمان اور مشرک اور یہود
آپس میں گرم ہوگئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ لڑ پڑتے مگر رسول کریم صلعم نے ان کو ٹھنڈا کیا حتیٰ کہ وہ سب خاموش
ہوگئے ۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوگئے اور سعد بن عبادۃ کے مکان پر پہنچے ۔ اور سعد سے کہا اے
سعد کیا تم کو معلوم ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے کیا کچھ کہا ہے پھر اس کو ساری بات سنائی ۔ سعد نے عرض
کی یا رسول آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ اس سے درگذر فرماویں اور اعراض کریں کیونکہ اس کی قسم
جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اور جس نے آپ کے ذریعہ ہم تک حق پہنچایا ہے تحقیق اس شہر کے لوگوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ عبد اللہ
کو سرداری کا تاج پہنائیں اور اپنا رئیس بنالیں پس جب اللہ نے اس بات کو رد کر دیا اس حق کے ساتھ جو آپ پر نازل ہوا ہے
تو اسکو یہ ناگوار ہوا پس اس لئے اس نے یہ طرز اختیار کی ہے پس آپ اس سے درگذر کریں ۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس سے

درگذر کیا اور آنحضرت صلعم اور آپ کے اصحاب ہمیشہ مشرکوں اور اہل کتاب سے درگذر کیا کرتے تھے ” بخاری کتاب الادب ۔ منہ

مطابق بھی ان کا ایک نقطہ پر جمع ہونا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن اسلام اور آنحضرت صلعم کی شخصیت نے دوسرے سب جذبات کو دبا دیا تھا۔ دوسری قسم کے لوگ جو تعداد میں بہت قلیل تھے وہ گو مذہباً مسلمانوں کے ساتھ نہ تھے لیکن سیاسی طور پر وہ اس بات پر مجبور تھے کہ اپنے کثیر التعداد ہم قوم مسلمانوں کے ساتھ ملکر رہیں چنانچہ ایسے تمام لوگوں نے عملاً آنحضرت صلعم کی سرداری کو قبول کر لیا تھا اور سیاسی طور پر آپ کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔ تیسرا گروہ منافقین کا تھا۔ یہ لوگ اوس و خزرج میں سے تھے اور بظاہر مسلمانوں کے اندر مسلمان بن کر رہتے تھے گو دل میں اسلام کے دشمن تھے یا کم از کم اسلام کی حقانیت کے قائل نہ تھے۔ ایسے لوگ بھی بظاہر آنحضرت صلعم کے ماتحت تھے۔ گویا پہلے تینوں گروہ آنحضرت صلعم کی سرداری کے نیچے تھے۔ اب رہا چوتھا گروہ یعنی یہود یہ لوگ مذہبی اور سیاسی لحاظ سے ہر طرح آزاد تھے۔ اس لئے ابتدائی تمام کاموں سے فارغ ہو کر آنحضرت صلعم نے سب سے پہلا سیاسی کام جو مدینہ میں آکر کیا وہ یہود کے ساتھ ایک معاہدہ تھا۔ ایک آزاد اور غیر محفوظ شہر میں جس کے چاروں طرف دشمن ہی دشمن بستے ہوں ایسی حالت میں رہنا کہ خود اس شہر کے اندر ایسے لوگ موجود ہوں جو ہر طرح آزاد تھے اور جن سے مسلمانوں کا کوئی سمجھوتا یا معاہدہ نہ تھا سیاسی طور پر نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا تھا اس لئے آنحضرت صلعم نے اس طرف توجہ فرمائی کہ مسلمانوں اور یہود کے درمیان کوئی معاہدہ ہو جاوے جو ان ہر دو اقوام کے تعلقات کو واضح اور منضبط کر دے چنانچہ آپ نے مسلمانوں اور یہود کے تینوں قبائل کے عمائد کو جمع کر کے باہم ایک معاہدہ کیا جس کی موٹی موٹی شرائط ہم اپنے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں :-

(۱) ہر ایک قوم کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

(۲) مسلمان اور یہود باہم صلح کے تعلّقات رکھینگے۔

(۳) جو کوئی باغی ہوگا اور سرکشی کریگا اور دشمنی اور عداوت کا بیج بوئیگا اس کے متعلق ہر آدمی کا فرض ہوگا کہ اس کو پکڑے اور روکے خواہ وہ اس کا بیٹا ہو۔

(۴) یہود کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاویگی اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کیجاویگی۔

(۵) کوئی فریق قریش اور دوسرے کفار کی مدد نہ کریگا اور نہ ان کو امان دیگا۔

(۶) اگر کوئی مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب ملکر اس کا مقابلہ کرینگے۔

(۷) اگر ایک فریق کو کوئی لڑائی پیش آئیگی تو دوسرا فریق اس کی مدد کریگا۔

(۸) جنگ میں ہر فریق اپنے اپنے اخراجات خود برداشت کریگا۔

(۹) خونبہا کا طریق بدستور قائم رہیگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو سیرۃ ابن ہشام)

**ابو عامر** مدینہ میں ایک شخص ابو عامر قبیلہ اوس کا معزز رئیس تھا جو شام اور دوسرے ممالک میں سفر کر چکا تھا اور اب دنیا سے انقطاع کرکے گویا تارک دنیا ہو چکا تھا اور راہب کہلاتا تھا۔ یہ شخص ایک مذہبی معلم ہونے کا مدعی تھا اور نصرانیت کی طرف مائل تھا۔ آنحضرت صلعم کی آمد پر اس نے آپ کی مخالفت شروع کی اور بالآخر مدینہ چھوڑ کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکے چلا گیا۔ احد میں یہ شریک جنگ تھا اور قریش کی طرف سے ہو کر لڑا تھا۔ عجیب بات ہے کہ اسی جنگ میں ابو عامر کا لڑکا حنظلہ جو نہایت پختہ مسلمان تھا مسلمانوں کی طرف سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ ابو عامر فتح مکہ تک مکہ میں ہی رہا اور فتح مکہ کے بعد طائف چلا گیا لیکن جب طائف بھی فتح ہو گیا تو وہ شام کی طرف نکل گیا اور وہیں بھٹکتا پھرا الٰی ان مات۔

**اسلام عبداللہ بن سلام** مدینہ کے یہود میں ایک شخص حصین بن سلام تھا جو نہایت عالم و فاضل شخص تھا اور یہود پر اس کے علم و فضل اور تقوٰی و طہارت کا اثر تھا۔ اس پر آنحضرت صلعم کی ہجرت سے پہلے ہی آپ کے صدق دعوٰی کا ایک حد تک اثر ہو چکا تھا مگر اس نے اس اثر کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اس کے اسلام لانے کی کہانی بروایت ابن اسحٰق اس کے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

جب میں نے آنحضرت صلعم کی بعثت کے متعلق سنا تو میں نے آپ کی صفات اور آپ کے نام اور زمانہ بعثت سے آپ کی حقانیت کو پہچان لیا اور دل میں بہت خوش تھا مگر اسے کسی پر ظاہر نہ کرتا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ ہجرت کرکے قباء میں پہنچے تو مجھے کسی شخص نے

حاشیہ۔ مسلمان اسے فاسق کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ابو عامر طعنہ کے طور پر آنحضرت صلعم کو طرید و وحید کہا کرتا تھا یعنی گھر سے نکالا ہوا اکیلا چھوڑا ہوا۔ قدرت خدا اس کا خود اپنا یہ انجام ہوا۔ منہ

آپ کی آمد سے اطلاع دی اس وقت میں اپنے ایک کھجوروں کے باغ میں کام کر رہا تھا
اور میری چچی خالدہ بنت الحرث میرے پاس بیٹھی تھی۔ جب میں نے آنحضرت صلعم
کی آمد کی خبر سنی تو میں نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ میری چچی نے جب تکبیر سنی تو حیران ہوئی
اور مجھے کہنے لگی کہ اللہ تجھے خراب کرے۔ تُو نے تو اس طرح تکبیر کہی کہ اگر تُو موسیٰ بن عمران
کی آمد کی خبر سنتا تو اس سے زیادہ کچھ نہ کرتا یعنی کمال خوشی ظاہر کی ہے۔ میں نے کہا
چچی خدا کی قسم یہ شخص بھی موسیٰؑ کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر ہے اور وہی پیغام لیکر آیا ہے جو موسیٰؑ لیکر
آیا تھا" اس نے کہا تو کیا یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ہم سُنتے تھے کہ وہ مبعوث ہو گا؟"
میں نے کہا "ہاں"! خیر میں پھر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر
میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور ان کو اسلام کا حکم دیا اور وہ مسلمان ہو گئے مگر میں نے
اپنا اسلام یہود سے چھپائے رکھا۔ پھر میں آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ
یہود ایک مفتری قوم ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی کمرے میں داخل کر کے بند کر دیں
اور ان سے چھپا دیں۔ پھر آپ ان سے میرے متعلق پوچھیں کہ مجھے کیسا جانتے ہیں پیشتر
اس کے کہ ان کو میرے اسلام کا علم ہو کیونکہ جب ان کو علم ہو جائیگا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے
لگ جاوینگے۔ پس مجھے آنحضرت صلعم نے اپنے مکان کے ایک حصّہ میں چھپا دیا اور یہود
آپ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے اور کچھ سوال وغیرہ پوچھتے رہے۔ پھر آنحضرت صلعم
نے ان سے کہا یہ تو بتاؤ کہ حصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا
سردار ہے اور سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں عالم و فاضل ہے وغیرہ وغیرہ جب وہ اپنے کلام سے
فارغ ہوئے تو میں نکل کر ان کے سامنے آگیا اور میں نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اے
یہود کے گروہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جو پیغام یہ لیکر تمہارے پاس آیا ہے اسے

---

✤ حاشیہ۔ بخاری میں آتا ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے اظہار اسلام سے پہلے آنحضرت صلعم سے
تین سوال کیے جن کے جوابات ان کو کامل تشفی ہو گئی۔ منہ

قبول کرلو۔ اور خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور تم اس کا ذکر اپنی کتاب میں پاتے ہو پس مَیں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور مَیں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کو پہچانتا ہوں" یہود نے جواب دیا تُو جھوٹا ہے پھر مجھے بُرا بھلا کہنے لگ گئے۔ پس مَیں نے رسول اللہ صلعم کو مخاطب کرکے کہا یارسول اللہ کیا مَیں نے آپ کو یہ نہ کہا تھا کہ یہود ایک مفتری قوم ہیں اور دغاباز جھوٹے اور فاجر ہیں۔ پس مَیں نے اس وقت اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اسلام کا اظہار کردیا اور میری چچی خالدہ بھی مسلمان ہوگئی اور اس کا اسلام اچھا ہوگیا"۔ یہ ہی قصہ کم وبیش کتب احادیث میں بھی درج ہے ؛

آنحضرت صلعم نے حصین بن سلام کا نام بدلکر عبداللہ بن سلام رکھدیا اور اسی نام سے وہ تاریخ اور احادیث میں معروف ہیں۔ انہوں نے لمبی عمر پائی حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت انہوں نے لوگوں کو بہت روکا مگر لوگ نہ رُکے۔ نہایت نیک بخت اور مُتّقی تھے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ شھد شاھد من بنی اسرائیل عبداللہ بن سلام ہی کے متعلق ہے۔ بخاری میں بھی اس کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم ؛

**کچھ متفرق واقعات**

یہ تمام واقعات جو اوپر بیان ہوئے ہیں ہجرت کے پہلے سال کے ہیں جو قریباً دس ماہ کا تھا یعنی ربیع الاوّل سے شروع ہوا اور ذی الحجۃ میں ختم ہوا۔ اس سال میں اور متفرق واقعات بھی کچھ ہوئے جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) کلثوم بن الھدم جن کے مکان پر آنحضرت صلعم قباء میں ٹھیرے تھے۔ فوت ہوگئے۔ مقربین میں سے تھے ؛

(۲) اسعد بن زرارۃ جو ان ابتدائی چھ شخصوں میں سے تھے جنہوں نے مکہ میں بیعت عقبہ اولیٰ سے بھی ایک سال پہلے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور جن کے مکان پر مصعب بن عمیر نے مدینہ آکر قیام کیا تھا فوت ہوگئے۔ یہ ان بارہ

نقیبوں میں سے تھے جو بیعت عقبۂ ثانیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے انصار میں سے مقرر کیئے تھے۔ چونکہ بنو نجار کے نقیب تھے اس لیئے ان کی وفات پر بنو نجار نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ ان کا کوئی قائم مقام مقرر فرماویں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اب میں خود تمہارا نقیب ہوں یہ امتیاز شاید اس رشتہ کی وجہ سے اس قبیلہ کو عطا ہوا جو آنحضرت صلعم کو اس سے تھا۔ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کو اسعد بن زرارۃ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا بیماری کی حالت میں آپ باقاعدہ ان کی تیمارداری کرتے تھے ؛

(۳) مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسی سال طائف میں ابو احیحہ اور مکہ میں عاص بن وائل سہمی جو حضرت عمرو بن العاص کا والد تھا اور ولید بن مغیرۃ جو حضرت خالد بن ولید کا باپ تھا شرک کی حالت میں مرگئے حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بھی ابتک مشرک ہی تھے

(۴) نماز میں اب تک صرف دو دو رکعتیں تھیں سوائے مغرب کے جس میں تین تھیں لیکن اس سال ظہر اور عصر اور عشاء میں چار چار ہو گئیں لیکن سفر کے لئے وہی دو دو رہیں ؛

(۵) اسی سال عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ ان کے والد زبیر اکابر صحابہ میں سے تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لڑکی تھیں۔ یہ پہلے لڑکے تھے جو ہجرت کے بعد مہاجرین کے ہاں پیدا ہوئے ؛

بعض اور واقعات بھی اسی سال ہوئے لیکن چونکہ وہ ایک طرح مغازی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اس لئے مغازی کے حالات میں بیان کیئے جاوینگے ؛

## تحویل قبلہ شعبان ۲ھ

قبلہ کی ضرورت اور اس کے فوائد کے متعلق کسی بحث میں پڑنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک قوم نے عملاً اپنا کوئی نہ کوئی قبلہ قرار دے رکھا ہے جسے وہ اپنا مذہبی مرکز سمجھتی ہے۔ اور در اصل کسی قوم کے اندر یکجہتی اور اتحاد فی الصورت قائم رکھنے اور اس کے اندر قومی اور مذہبی جذبات کو زندہ رکھنے کے واسطے جو ظاہری اسباب ہیں ان میں اس قوم کا قبلہ بھی ایک بہت بڑا بلکہ غالباً سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہ وہ نقطہ ہے جہاں کسی قوم کے افراد باوجود ہزاروں اختلافات کے

جمع ہو سکتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہر ایک مذہب نے اپنے پیروان کے لئے ایسے مقام کو قبلہ قرار دیا ہے جس کی طرف ان کی نظریں طبعاً اُٹھتی ہوں اور جو عموماً ان کی دینی تعلیم کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی درس گاہ رہ چکا ہو اور جس کے ساتھ ان کی نظروں میں ایسی روایات اور ایسے واقعات وابستہ ہوں کہ جو ان کے اندر قومی اور مذہبی جذبات کو زندہ رکھ سکیں اور ان کے لئے سفر دنیا میں شمع ہدایت کا کام دیں۔ چنانچہ ہندوؤں کا قبلہ بنارس ہے بُدھ مذہب والوں کا گیا ہے جو بُدھ کا مولد و مسکن تھا۔ یہود و نصاریٰ کا بیت المقدس ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہونا چاہیئے تھا اور یہی ہے لیکن شروع شروع میں یعنی جب آنحضرت صلعم مکّہ میں تشریف رکھتے تھے آپ کو بیت المقدس کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم تھا اور آپ ایسا ہی کرتے رہے گو کعبہ کے ساتھ فطری مناسبت کی وجہ سے آپ کی دلی خواہش شروع سے یہی تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ کعبہ قرار دیا جاوے لیکن۔ الٰہی حکم کی پابندی بہرحال ضروری تھی۔ ہاں روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مکّہ میں آنحضرت صلعم نماز کے واسطے عموماً ایسے مقام کا انتخاب کرتے تھے جہاں کھڑے ہونے سے بیت المقدس اور کعبہ دونو سامنے آجاویں اس طرح امتثال امر بھی ہو جاتا تھا اور آپ کی دلی تمنّا بھی پوری ہو جاتی تھی۔ لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو دونو کو جمع کرنا ناممکن ہو گیا اور آپ کو مجبوراً بیت المقدس کی طرف مُنہ کرنا پڑا چنانچہ سولہ سترہ ماہ کے قریب یعنی شعبان سنہ ۲ھ تک آپ برابر بیت المقدس ہی کی طرف مُنہ رکھا مگر اس سارے عرصہ میں آپ کی نظر آسمان کی طرف لگی رہی کہ خدا کا کوئی حکم اُترے اور مسلمانوں کا قبلہ کعبہ قرار دیا جاوے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ فرماتا ہے

قد نریٰ تقلب وجهك فے السماء

یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ تو آسمان کی طرف مُنہ پھیرے رکھتا ہے کہ اس کے متعلق کوئی حکم اُترے

فلنولینك قبلة ترضها

پس ہم تجھے اسی قبلہ کی طرف پھیر دینگے جسے تو پسند کرتا ہے۔

چنانچہ حکم اترا:-

فول وجھك شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ

پس تو اپنا منہ (مکہ کی) مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور اے مسلمانو! جہاں کہیں بھی تم ہو تم نماز میں مسجد حرام ہی کی طرف منہ کیا کرو۔

یہ حکم اترا اور دفعۃً مسلمانوں کا قبلہ بدل گیا۔ چنانچہ احادیث میں روایت آتی ہے کہ ابھی تک قباء میں تحویل قبلہ کی خبر نہ پہنچی تھی اور وہاں مسلمان بیت المقدس ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک مسلمان جو آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھ کر گیا تھا وہاں سے گذرا اور ان کو دیکھ کر بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا ”مسلمانو قبلہ بدل گیا ہے اور آنحضرت صلعم نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے“ یہ آواز پہنچی تھی کہ صفوں نے یکلخت پلٹا کھایا اور کعبہ رخ ہو گئیں۔

تحویل کعبہ کے متعلق ہمیشہ سے اعتراض ہوتا آیا ہے۔ اس زمانہ میں بھی لوگوں نے اعتراض کیا تھا حتیٰ کہ بعض کمزور ایمان متزلزل ہو گئے اور آج بھی یورپ کی طرف سے اسپر اعتراض ہوتا ہے مگر قرآن شریف نے اس کا پہلے سے جواب دے رکھا ہے۔ فرمایا:-

سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔ قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ......... وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممّن ینقلب علیٰ عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ۔

یعنی ”عنقریب بیوقوف لوگ کہینگے کہ کس بات نے پھیر دیا ہے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے۔ تو کہدے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف راہ دکھا دیتا ہے ......... اور نہیں بنایا تھا ہم نے تیرے لئے وہ قبلہ جس پر تو تھا (بیت المقدس) مگر اس لئے کہ ہم جان لیں کہ کون اتباع کرتا ہے

رسول کی اور کون اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے اور درحقیقت وہ پہلا قبلہ ایک بھاری بوجھ تھا سوائے ان لوگوں کیلئے جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔"

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ دراصل نماز کے واسطے تو کسی خاص سمت کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز تو اللہ کے لئے ہے اور وہ سب جگہ ہے۔ باقی چونکہ اتحاد فی الصورت کے لئے ایک سمت کا انتخاب ضروری ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کعبہ کو انتخاب کیا ہے۔ جو ابوالانبیاء ابراہیمؑ خلیل اللہ اور قریش کے جد امجد اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کی مقدس یادگار ہے اور ان کے مبارک ہاتھوں کا بنا ہوا پہلا گھر ہے جو دنیا میں خدا کی عبادت اور لوگوں کے فائدہ کے لئے بنایا گیا اور جو اسجگہ واقعہ ہے جو مسلمانوں کے رسول خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مولد و موطن ہے اور جس جگہ آپؐ کی عمر کے ابتدائی ترپن سال گذرے۔ رہا یہ سوال کہ پہلے کیوں بیت المقدس قبلہ تھا سو وہ اس لئے تھا کہ تا مومن اور کافر میں امتیاز ہو جاوے اور یہ پتہ لگ جاوے کہ کون دراصل رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اپنی ہوا و حرص کے درپے ہے۔ کیونکہ مکہ میں سب مشرکین بستے تھے جن کے دین و مذہب کا مرکزی اور بنیادی پتھر کعبہ تھا پس ان کے واسطے کعبہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کی طرف مُنہ کرنا ایک ایسی بڑی قربانی تھی جس کے لئے صرف وہی تیار ہو سکتا تھا جو دراصل مومن ہو۔ پھر جب آنحضرت صلعم مدینہ میں آئے تو وہاں بھی ایک عرصہ تک مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس ہی رہا جس کی شائد یہ وجہ تھی کہ مدینہ میں بھی بُت پرست موجود تھے جن کا قبلہ کعبہ تھا۔ یہ لوگ آنحضرت صلعم کی ہجرت سے ایک عرصہ بعد تک رہے لیکن آہستہ آہستہ مسلمان ہو گئے پس معلوم ہوتا ہے کہ جب تک یہ لوگ موجود تھے مدینہ میں بھی مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا لیکن جب یہ مفقود ہو گئے تو قبلہ بدل گیا اور بجائے بیت المقدس کے کعبہ قرار دیا گیا اس سے دو فائدے ہو گئے ایک تو یہود کے لئے یہ ایک امتحان قرار دیا گیا جس طرح بُت پرستوں کے لئے پہلا قبلہ امتحان تھا اور دوسرے اس طرح

مسلمان اُس اصل قبلہ پر قائم ہو گئے جو ان کے لئے مناسب تھا اور ابتداء سے ان کے واسطے مقدّر تھا ؛

تحویل قبلہ کا واقعہ ہجرت کے دوسرے سال کا ہے جب کہ آنحضرت صلعم کو مدینہ آئے سولہ سترہ ماہ گذر چکے تھے مغازی کے مقدمات اس سے پہلے شروع ہو چکے تھے لیکن اس خیال سے کہ مغازی کے متعلق تمام ابتدائی حالات اور اس کے موجبات ایک جگہ بیان ہوں ہم نے ان متفرق واقعات کو پہلے بیان کر دیا ہے۔ اب انشاء اللہ مغازی شروع کرینگے وما توفیقنا الا باللہ ؛ (باقی آیندہ)

---

# امریکہ کے ایک ہیئت دان کی پیشینگوئی

# حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

## انبیاء اور ہیئت دانوں وغیرہ کی پیشگوئیوں میں فرق

(خلاصہ مضمون انگریزی حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے)

امریکہ کا نامور ہیئت دان قوانین موسم کا دریافت کرنے والا پروفیسر البرٹ پورٹا حسب ذیل دلچسپ پیشگوئی شائع کرتا ہے :-

چھ بڑے سیاروں کے ایک خاص ترتیب میں جمع ہو جانے کے نتیجہ میں جو کہ ہزاروں سال سے کبھی نہیں ہوا دنیا ایسے عجیب وغریب اور خطرناک نظارے دیکھی کہ جو اسوقت سے کہ انسانی تاریخ کا ابتدا ہوا ہے اس نے کبھی نہیں دیکھے۔ یہ ایک نہایت عظیم الشان سیاہ نشان کے نتیجے میں ہوگا جو سورج پر نظر آئیگا اور جو اتنا بڑا ہوگا کہ ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ سورج پر بلاریب سیاہ نشانات پہلے بھی نمودار ہوتے ہیں لیکن جب سے کہ تاریخ محفوظ

ہے کبھی ایسا سیاہ نشان نہیں دکھائی دیا کہ جو بغیر کسی آلہ کے خالی آنکھ سے نظر آگیا ہو مگر یہ خالی آنکھ سے دکھائی دیگا۔ جو سیاہ نشان سورج پر سترہ دسمبر ۱۹۱۹ء کو نظر آئیگا وہ گویا سورج کے پہلو میں ایک بہت بڑا زخم ہوگا۔ شعلہ زن گیسیں ایک نہایت عظیم الشان اور مہیب صورت میں گرجتی ہوئی پھٹینگی اور لاکھوں میل فضا میں نکل جائینگی۔ سورج کے زخم کا مُنہ اتنا وسیع ہوگا کہ ساری زمین کو اپنے اندر اس طرح چھپا لے جس طرح مثلاً ایک فٹ بال کوہ فشاں پہاڑ وسوویس کے مُنہ میں چھپ جاوے۔ اس سیاہ نشان میں برقی اور مقناطیسی لہریں اتنی موجود ہونگی کہ زمین کے کرہ ہوا میں ایسی حرکت پیدا کر دیں کہ جو پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس کے نتیجے میں ہواؤں کے طوفان آئینگے بجلیاں چمکینگی اور خطرناک بارشیں ہونگی۔ اسی طرح کوہ فشاں پہاڑوں سے بے تعداد گندھک اور لاوا وغیرہ نکلیگا اور سخت زلزلے آئینگے اور بحری طوفانوں اور سیلابوں اور سردی کی تو کوئی حد نہ ہوگی۔ مَیں یہ پیشگوئی اس غرض سے نہیں کرتا کہ مجھے لوگوں میں کھل بلی اور خوف پیدا کرنے کی خواہش ہے۔ بلکہ صرف اسلئے کرتا ہوں کہ سیاروں کے مطالعہ سے جہاں تک میں سمجھا ہوں اور میرا علم ہے مَیں نے اپنے خیال میں حسابی صحت کے ساتھ بعض نتائج اخذ کئے ہیں جنکے نتیجے میں دنیا کو کہتا ہوں کہ پہلے سے خبردار ہو جاوے۔ سترہ دسمبر ۱۹۱۹ء سے لیکر بیس دسمبر ۱۹۱۹ء تک اور اس کے بعد بھی عظیم الشان اور خطرناک واقعات ہونیوالے ہیں۔ وہ سادہ مگر حیرت انگیز واقعات اور باتیں جنھوں نے مجھے اس قابل بنایا ہے۔ کہ میں یہ پیشگوئی کرسکوں۔ درج ذیل ہیں :-

سیّارے اپنے اپنے راستوں میں سُورج کے اردگرد جھولتے ہیں۔ وہ سُورج اور ایک دوسرے کے ساتھ بذریعہ ایسی برقی اور مقناطیسی زنجیروں کے پیوستہ ہیں جن کی کشش ایک دوسرے پر اثر ڈالکر کٹ جاتی ہیں۔ اور اس طرح سیارے اپنے اپنے راستوں پر قائم رہ سکتے ہیں۔ جب کبھی دو سیارے ایسی صورت میں آجاتے ہیں۔ کہ وہ سُورج پر اپنی متحدہ کشش ڈالیں۔ خواہ ایسی حالت میں کہ دونو سُورج

کے ایک طرف ہوں یا ایک ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف اور سُورج درمیان میں ہو
توان کی متحدہ کشش کے نتیجہ میں سُورج کی گیسیں زور کے ساتھ پھوٹتی ہیں۔ اور فضاء
میں نکل آتی ہیں۔ اور ہماری زمین کے کرۂ ہوا پر بھی اثر ڈالتی ہیں۔ اور دوسرے سیاروں
تک بھی بلاشبہ ان کا اثر پہنچتا ہے۔ جب دو سیارے اس طرح اثر ڈالیں۔ تو یہ اثر
محسوس ہوتا ہے۔ اور جب تین سیارے اس طرح سُورج پر متحدہ کشش ڈالیں تو اور
بھی زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور سُورج پر نسبتاً ایک بڑا سیاہ نشان نظر آتا ہے۔ اور
نسبتاً زیادہ طوفان پیدا ہوتا ہے۔ چار جمع ہو جاویں۔ تو بہت خطرناک صورت
ہو جاتی ہے۔ لیکن ۱۷۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سات سیارے جمع ہونگے۔ اور اپنی متحدہ
کشش سُورج پر ڈالینگے۔ اور یہ سات سیارے بھی وہ سیارے ہونگے۔ کہ جو بہت
بڑے ہیں۔ اور جن کی کشش بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چھ یعنی مشتری زہرہ
عطارد۔ مریخ۔ زحل وغیرہ۔ تو سُورج کے ایک طرف جمع ہونگے۔ اس طرح پر
کہ جب سے ہم کو ہئیت کا علم ہوا ہے۔ وہ کبھی اس طرح جمع نہیں ہوئے اور
وہ جمع بھی سُورج کے ایک طرف صرف چھبیس درجہ کے اندر اندر ہونگے ۔

ان عظیم الشان متحدہ طاقتوں کے مقابلہ میں یعنی سُورج کی دوسری طرف جو سیارہ
ان کے ساتھ ایک لائن میں جمع ہو گا۔ وہ عظیم الشان سیارہ یورینس ہے۔ یہ سیارے سُورج
کو ایک بڑے نیزے کی طرح چھید دینگے۔ ہماری زمین ان اتحادیوں سے الگ رہیگی۔ اور
ان سے قریباً نوے درجے پر ہوگی۔ گویا وہ عین اس مقام میں ہوگی۔ کہ اس اتحاد کے
نتیجہ میں جو طوفان پیدا ہو گا۔ اس کی پوری پوری زد میں آجاوے۔ ہمارے لحاظ سے زمین
سُورج کے شرقی اُفق پر ہوگی۔ اور برقی طوفان کا پورا پورا دورہ اس پر پڑیگا ۔

اتنے سیاروں کا اسقدر تنگ جگہ میں جمع ہو جانا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جو ہئیت کی
تاریخ میں بے نظیر ہے۔ تمام سیارے وغیرہ عجیب طور پر اپنے مرکز ثقل سے نکل جاوینگے
اس تمام بات کا کیا نتیجہ ہو گا؟ اس کے جواب میں میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں اور اس

اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا کہ طوفان اور زلزلے وغیرہ نہایت خطرناک ہونگے۔ اس سے زیادہ میرا علم مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ یاد رکھو ۱۷۔ دسمبر ۱۹۱۹ء سے بیس دسمبر ۱۹۱۹ء تک اور اس کے بعد بھی۔"

یہ ہے وہ پیشگوئی جو امریکہ کے پروفیسر پورٹا نے کی ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کوئی دور نہیں۔ جلد ہی دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ پروفیسر مذکور کی پیشگوئی کہاں تک درست نکلتی ہے۔ ہم صرف اس موقعہ پر اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قریباً چودہ سال کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ دنیا کی موجودہ نسل عجیب خطرناک نظارے دیکھیگی جو کہ دنیا کی تاریخ میں بے مثال ہونگے کیا بلحاظ اپنی سختی کے اور کیا بلحاظ وسعت حلقہ کے۔ یہ شخص حضرت غلام احمد مسیح موعودؑ ہے جو کوئی ہیئت دان نہ تھا بلکہ صرف اللہ کی بتائی ہوئی باتیں دنیا تک پہنچاتا تھا۔ اور دنیا اس کی پیشگوئی کے مطابق کئی ایسے نظارے دیکھ چکی ہے اور اگر پروفیسر پورٹا کی پیشگوئی درست نکلے تو یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے صدق دعویٰ کا ایک مزید ثبوت ہوگا۔

ذیل میں ہم مثال کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں سے چند ایک نمونے درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو پتہ لگ سکے کہ آپ کی بتائی ہوئی باتیں کیسی سچی نکل رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو پیشگوئی فرمائی:۔

"دوستو! اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے...... یقیناً سمجھو کہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا پر نہیں آئے۔ ایسا ہوا تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جاویں جو ابتدا سے نبیوں نے کی تھیں...... دنیا کے لئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں۔ مگر دنیا نہیں سمجھتی۔ لیکن کسی دن سمجھیگی۔ دیکھو میں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں میں نے اطلاع دیدی ہے۔"

پھر ۱۵۔اپریل ۱۹۰۵ء کو آپ نے دوبارہ پیشگوئی فرمائی دیکھو ریویو جلد چار نمبر۴:

"مَیں قسم حضرت احدیت جل شانہٗ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے ......

پس خدا فرماتا ہے کہ مَیں اُن سے جنگ کرونگا اور میرے وہ حملے ان پر ہونگے جو ان کے خیال و گمان میں نہیں اور فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔"

پھر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئینگے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہ آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہوجائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں خطرناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہوجائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اختلاف پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہوجائینگے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی

آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے ........ انسانی کاموں
کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے
اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ
مصیبت کا مُنہ دیکھوگے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا
تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری
مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران
پاتا ہوں ........ اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے
کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی
امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے"۔

یہ چند مثالیں ان عظیم الشان پیشگوئیوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے
آنے والے خطرناک واقعات اور حادثات کے متعلق فرمائیں جن کو موجودہ نسلوں نے
دیکھنا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے اور بھی بہت سی پیشگوئیاں کیں دربارہ طاعون و
زلازل و جنگہائے اور طوفان وغیرہ وغیرہ اور دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ کس طرح یہ
سب پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں پس اگر پروفیسر پورٹا کی پیشگوئی جو
وہ اپنے علم ہیئت کی رو سے کرتا ہے پوری ہو تو وہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت
کا ایک مزید ثبوت ہوگا ؂

اس موقعہ پر یہ بے موقعہ نہ ہوگا کہ ہم مختصر الفاظ میں ناظرین کو وہ فرق بتادیں جو
ایک ہیئت دان اور ایک نبی کی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے۔ مختصر الفاظ میں وہ فرق یہ
ہے کہ ایک نبی کی پیشگوئیاں نہ صرف یہ ثابت کردیتی ہیں کہ کوئی خدا ہے بلکہ خدا کی قدرت
اور طاقت کا بھی ایک بیّن ثبوت ہوتی ہیں۔ اور ایک ہیئت دان کی پیشگوئیاں ایسا
کوئی ثبوت پیش نہیں کرتیں۔ نبی کی پیشگوئیاں نہ صرف یہ ظاہر کرتی ہیں کہ خدا ہے بلکہ
یہ بھی بتاتی ہیں کہ وہ خدا تمام کائنات پر اپنا حکم چلا رہا ہے اور جو وہ چاہے کرسکتا

ہے اور جس چیز کو دور کرنا چاہے دور کر سکتا ہے چنانچہ اپنی طاقت کا اظہار کرنے کے لئے خدا جہاں اپنے رسول کو یہ خبر دیتا ہے کہ باغی گروہ پر تباہیاں اور بربادیاں آئینگی وہاں وہ اس کو یہ بھی خبر دیتا ہے کہ جو اس کے فرمانبردار اور پیارے بندے ہیں وہ وہ اس کی حفاظت میں ہونگے۔ مثلاً جب حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی کہ ملک میں طاعون پھوٹیگی جو سخت بربادی کریگی وہاں آپ کو ساتھ ہی یہ بھی خبر دے دی کہ

## انی احافظ کل من فے الدار

یعنی جو لوگ تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں مَیں ان کی اس بیماری سے حفاظت کرونگا۔‘‘ چنانچہ اس کے بعد طاعون پھوٹی اور خود قادیان میں بھی اس کے کئی حملے ہوئے اور آپؑ کے گھر کے چاروں طرف لوگ طاعون کا شکار ہوئے لیکن مسیح موعودؑ کے مکان میں کوئی ایک کیس بھی نہیں ہوا حالانکہ آپ کا مکان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور دنیا نے یہ نظارہ ایک دفعہ نہیں دیکھا بلکہ کئی دفعہ قادیان میں طاعون پھوٹا اور آپؑ کے گھر کے چاروں طرف لوگ کثرت کے ساتھ اس وبا میں مبتلا ہوئے لیکن آپؑ کا گھر اس سے بالکل محفوظ رہا ؎

غرض اپنے نبیوں کے ذریعہ خدا اپنی قدرت اور جلال کا اظہار کرتا ہے اور دنیا کو بتاتا ہے کہ جہاں وہ باغیوں اور سرکشوں کو تباہ کرتا ہے وہاں ساتھ ہی اپنے پیارے بندوں کی حفاظت بھی کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوتا ہے۔ لیکن ہیئت دانوں کی پیشگوئیوں میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ وہ جو اپنے علم کے ذریعے سے معلوم کرتے ہیں بتادیتے ہیں اور یہ بالکل ممکن ہوتا ہے کہ ان کی کوئی پیشگوئی خود ان کے اپنے لئے ہلاکت اور عذاب ثابت ہو بھلا ایک قیافہ دان یہ بتا سکتا ہے کہ طاعون پھوٹیگی اور دنیا کو ہلاک کرے گی لیکن وہ اور اس کے گھر کے اندر رہنے والے اس سے محفوظ رہینگے اور طاعون کے ذریعہ خدا اس کی جماعت میں ترقی دیگا اور دشمن کو کمزور کرے گا؟

ہرگز نہیں۔ پروفیسر پورٹا ہی کی مثال لے لو۔ بھلا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ آنیوالے خطرناک حادثات میں اس کا کیا انجام ہوگا؟ اور آیا وہ خود بھی اس کے اندر محفوظ رہیگا یا نہیں؟ مگر خدا کے نبی یہ باتیں بتاتے ہیں تا خدا کی جبروت اور قدرت وطاقت ظاہر ہو۔ اور دنیا کو یہ پتہ لگ جاوے کہ وہ اللہ کا پیارا اور اس کا بھیجا ہوا ہی۔ اور وہ اپنی شرارتوں سے باز آکر اس کے جھنڈے کے نیچے آجاویں۔ اسی لئے نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ پہلو بھی موجود ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے لوگ اصلاح کی طرف مائل ہونگے تو موعودہ بلا ان کے سروں سے ٹل جاویگی۔ لیکن ہیئت دان یا قیافہ دان یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ ان کے نزدیک اگر کسی واقعہ نے ہونا ہے تو ضرور ہونا ہے اور اگر نہیں ہونا تو بس نہیں ہونا۔ پس کسی ہیئت دان کی پیشگوئی میں خدائی قدرت وجبروت کا اظہار نہیں ہوتا اور نہ وہ دنیا کی اصلاح کے واسطے ہوتی ہے۔ اور ایک نبی کی پیشگوئیوں میں یہ دونو باتیں مدِ نظر ہوتی ہیں یعنی خدائی قدرت وطاقت کا اظہار اور خلق اللہ کی اصلاح اور یہی وہ باتیں ہیں جو اوّل الذکر کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اسے صرف ایک ہیئت دان یا قیافہ دان ثابت کرتی ہیں اور مؤخر الذکر کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر مؤخر الذکر کو اللہ کا نبی اور رسول ثابت کرتی ہیں ؛

# تبلیغی اخبار احمدیہ

**انگلستان** ولایت مفتی صاحب کو تار دیا گیا تھا کہ قاضی صاحب اور مسٹر ساگر چند بیرسٹر وہاں سے کب روانہ ہونگے۔ مگر وہاں سے ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ معلوم ہوا ہے کہ تار کے آنے جانے میں بھی آجکل دیر ہوجاتی ہے۔ جو جہاز ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء کو وہاں سے روانہ ہونا تھا وہ معلوم ہوا ہے کہ ۸۔ نومبر ۱۹۱۹ء

کو چلا ہے۔ مگر یہ پختہ طور سے نہیں پتہ کہ قاضی صاحب اس میں سوار ہو سکے ہیں یا نہیں۔ امید ہے عنقریب ہی کچھ اطلاع موصول ہو گی۔ مفتی صاحب افریقہ جانے کی طیاری کر رہے ہیں۔ سارا کام چودھری صاحب اور ماسٹر صاحب کے سپرد کر دیا ہے۔

بھائی ساگر چند کا خط احباب کی واقفیت کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب حضرت صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' - اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب اسلام خوب ہی پھرتی کے ساتھ یہاں پھیل رہا ہے۔ اس سمندر کے کنارے شہر ہیسٹنگسز میں ہر طرح احمدیہ تعلیم کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ ہفتہ کے روز میرا لکچر نیوتھوٹ سینٹر میں ہو گا۔ چار اخبارات کے رپورٹر وہاں ہونگے۔ شہر میں اس کا چاروں طرف چرچا ہو رہا ہے۔ ہیسٹنگسز اور سینٹ لینرڈ اوبزرور کے ایڈیٹر نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اُس کے اخبار کے لئے میں حضرت احمد مسیح موعودؑ کی بابت مکمل اور باتشریح آرٹیکل لکھوں۔ اگلے منگل کو میرا لکچر ایسپرنٹو ایسوسی ایشن میں ہو گا۔ ایسپرنٹو ایک نئی انٹرنیشنل زبان ہے جو کہ نہایت آسانی سے پانچ منٹ ہر روز پڑھنے سے ایک مہینہ میں سیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے متعلق لٹریچر اس میل سے بھیج رہا ہوں بندہ نے بھی یہ زبان سیکھ لی ہے۔ اب بندہ اس کی مدد سے بذریعہ خط و کتابت ساری دنیا میں حضرت احمد کا پیغام بھیج سکیگا۔ مسٹر کولنز نے مجھے وہ خطوط دکھائے جو کہ اس کے پاس روس۔ جاپان۔ چین۔ افریقہ۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ ہولینڈ۔ پولینڈ۔ ناروے۔ سویڈن۔ امریکہ۔ اٹلی پرتگال۔ وغیرہ وغیرہ ملکوں سے ان لوگوں کے پاس سے آئے جو کہ ایسپرنٹو زبان میں خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں۔

لندن کے اخبار سنڈے پکٹوریل میں آرٹیکل مشہور جرنلسٹ مسٹر ہوریشو بوٹم لے کا چھپا ہے جس میں اُس نے ثابت کیا ہے کہ عیسائی مذہب کے لیڈر۔ مثلاً بشپ۔ لاٹ پادری وغیرہ اب حضرت یسوع مسیح کی بے باپ پیدائش اور موت کے بعد زندہ ہونے میں یقین نہیں کرتے پس وہ انکو رائے دیتا ہے کہ وہ بہادری سے کام لیکر لوگوں کو سچائی

سے واقف کر دیں ورنہ لوگ پادریوں کو جھوٹے سمجھکر گرجہ گھروں سے دُور ہو کر گذرتے رہیں گے۔

میں اب لوگوں کو پُرجوش لکچروں میں بتا رہا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ کی بے باپ پیدائش پر وہ اچنبھہ نہ کریں قرآن شریف اس کی گواہی دیتا ہے اور موڈرن سائینس نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ بے باپ کے بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک قسم کے جانور جن کو سائنس دان پارتھے نوجے نے سس کے نام سے پکارتے ہیں صرف مادہ ہی ہوتی ہیں۔ ان جانوروں میں نر نہیں پائے جاتے اور مادہ خود بخود حاملہ ہو جاتی ہیں۔

میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا تو اس میں کوئی بڑے تعجب کی بات نہیں۔ خدا کی قدرت کی کون حد بندی کر سکتا ہے۔

میں ان کو کہتا ہوں کہ یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ اگر وہ صلیب پر مر جاتا تو گویا اُس کی دُعا جو اُس نے رات کو خدا تعالیٰ سے کی تھی اکارت جاتی۔ بھلا کیا یہ ممکن ہے کہ خدا اپنے ایک پیغمبر کی دُعا اکارت جانے دے۔ اگر فرض کرو یسوع مارا بھی گیا تو اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے پیغمبروں سے بالاتر تھا۔ اچھا فرض کرو یسوع ہمارے تمہارے لئے مارا گیا۔ لیکن محمدؐ اور بُدھ اور زوراسٹر ہمارے تمہارے لئے زندہ رہے کیا بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے زندہ رہنا انکے لئے مارے جانے سے زیادہ مشکل نہیں تھا۔ تو تم یسوع کو کیوں مرواتے ہو۔ یسوع کیوں مارا گیا۔ کیا اس لئے نہیں کہ یہودی گنہگار قوم تھے اگر وہ گنہگار نہ ہوتے تو کیا تم ضد کرو گے کہ تب بھی اُن کو عیسیٰؑ کو مار ڈالنا چاہیئے تھا اس سے یہ ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ مرے یا جئے تمہیں صرف اپنی نجات کی فکر ہے۔ کیا ایسے خیالات حد درجے کی خودغرضی نہیں؟ تمہاری انجیل عیسیٰؑ کو مارتی ہے لیکن تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ قرآن انہیں جلاتا ہے۔ اس جنگ میں بہت سے بہادر نوجوان آزادی کی خاطر مارے گئے کیا تم چاہتے ہو کہ جو بچ گئے وہ بھی مارے جاتے۔ مارا جانا انسان کا آئیڈیل (معراج) نہیں ہو سکتا۔

اگر ایسا ہوتا تو ترقی اور موت گویا ایک ہی بات ہوتی۔ لیکن جوں جوں سائنس ترقی کرتی جاتی ہے انسان کی زندگی کو طرح طرح وباؤں سے بچانے اور زندگی کو لمبا کرنے کے سامان مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ تم لوگ اُن لوگوں کو گناہ گار خیال کرتے ہو جنہوں نے عیسائی مت کے ابتدائی زمانہ میں عیسائیوں کو شیروں اور دوسرے خوفناک جانوروں کے سامنے ڈالکر مروا دیا لیکن اگر مرجانا انسانی ترقی کا سب سے اعلیٰ معراج ہے تو تمہیں اُن لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے عیسائیوں کو مار کر اُن کو اعلیٰ معراج حاصل کرنے میں مدد دی۔ اور تمہیں ہر قسم کی پلیگ اور انفلوانزا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ وہ بھی لاکھوں کو ہر سال مار ڈالتے ہیں۔ لیکن ہرگز نہیں۔ تم تمام بیماریوں کو ہی جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کی کوشش کر رہے ہو پس ثابت ہوا کہ موت انسان کی معراج نہیں ہو سکتی۔ زندگی اور زیادہ خوشی کی زندگی انسانی ترقی کا معراج ہے ؎

ابھی آدھا گھنٹہ ہوا ایک لیڈی مسلمان ہوئی اور اس نے فارم پر دستخط کیا۔ وہ دُعا کے لئے درخواست کرتی ہے۔ امید ہے کہ اگلے ہفتہ پچاس کے قریب فارم دستخط کروا کر روانہ خدمت کرونگا۔ مَیں یہاں ہر قسم کے جلسوں میں جاتا ہوں اور طرح طرح کے لوگوں سے ملاقات اور خط و کتابت کرتا ہوں۔ ایک لیڈی مسز او کونل نے کہا کہ "مسٹر چند تم اپنے نبی کے کام کو بہت اچھی طرح اور گے ناٹز کر رہے ہو مَیں امید کرتی ہوں کہ تمہارے کام میں خدا خوب برکت دیگا۔ شائد یہی وجہ ہے کہ تمہیں ابھی تک ہندوستان جانے کو جہاز نہیں ملا تاکہ تم سینکڑوں لوگوں کو اپنے پیغمبر کا پیغام دے سکو"

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

... ... ... ... ... ... ... ... ... ...

مسٹر اور مسز کلف جو کہ بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اب انہیں کبھی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔

جناب کی دعا کے اثر سے اب بہت جلد اُن کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے ؛

باقی درخواست ہے کہ جناب دعا فرمائیں کہ میں اب جلد ہندوستان آجاؤں اور اللہ کے فضل سے ہر طرح کامیاب و کامگار ہوں ؛

خاکسار ساگر چند بیرسٹرایٹ لا

۳ پیلہم کریسنٹ - ہیسٹنگز - انگلینڈ - ۲۳ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

**مصر** بھائی عبد الکریم صاحب نے مصر سے لکھا ہے کہ وہاں ان کی ملازمت ختم ہونے والی ہے چونکہ اُن تبلیغ کا از حد شوق ہے اس لئے وہ وہاں ہی کوئی تجارت کرنا چاہتے ہیں - اگر سول کے محکمہ جات میں کوئی آسامی مل گئی تو وہاں ہی نوکر ہو جاینگے - مگر اصل غرض ان کی تبلیغ احمدیت ہے - یہاں سے یہ تجویز ہے کہ اگر ان کو وہاں کوئی ملازمت نہ مل سکی تو بطور مبلغ ان سے کام لیا جاوے - اس طرح امید ہے وہ تمام علاقہ میں پھر کر پیارے احمد نبی کا پیغام تمام لوگوں کو پہنچا سکینگے ؛

**سیلون** سیکرٹری انجمن احمدیہ سیلون بڑی سرگرمی سے تبلیغ میں مصروف ہیں - آجکل ان کی سخت مخالفت ہو رہی ہے - مگر وہ لکھتے ہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے - اس کے فضل سے ہمیں دشمنوں کی کچھ پروا نہیں - اللہ ان کے ساتھ ہو اور ان کی مدد کرے - آمین ؛

احباب کو معلوم ہوگا کہ سیلون سے چھ طالبعلم یہاں محض دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں - خدا کے فضل سے "تھوڑا تھوڑا اُردو میں بات کر سکتے ہیں" ان کو تبلیغ کا بہت جوش ہے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں ؛

**یوگینڈا - افریقہ** ڈاکٹر فضل دین صاحب لکھتے ہیں - میں کوشش کر رہا ہوں کہ عنقریب یہاں ایک باقاعدہ احمدیہ انجمن قائم کر دی جاوے - میری اہلیہ کو بھی تبلیغ کا شوق ہے - چنانچہ جو عورتیں اسے ملنے کے

لئے آتی ہیں وہ ان کو خوب تبلیغ کرتی رہتی ہے۔ مجھ سے کچھ کتابیں لیکر اس نے تقسیم کی ہیں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا گجراتی ترجمہ یہاں بہت مفید ہے اس کے لئے مَیں بھائی عبداللہ اللہ دین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؎

یہاں کے لوگ قریباً سب کے سب شیعہ مذہب کے ہیں۔ اس لئے احمدیت کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ تاہم جب کبھی مجھے موقعہ ملتا ہے ان کو تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ کچھ دن ہوئے دو پادریوں سے گفتگو ہوئی اور مَیں نے ان کو Teachings of Islam (اسلامی اصول کی فلاسفی) مطالعہ کے لئے دی ہیں احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں پر نیک نتائج مرتب فرماوے۔ آمین ؎

## شرح اجرت اشتہارات ریویو آف ریلیجنز

| میعاد | پورا صفحہ | | نصف صفحہ | | چوتھائی صفحہ | | ایک سطر | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | انگریزی | اُردو | انگریزی | اُردو | انگریزی | اُردو | انگریزی | اُردو |
| سالانہ | سہ | سہ | عسہ | عسے | دعہ | دعسہ | عا | عا |
| ششماہی | عسہ | عسہ | دعہ | دعسہ | عسہ | عسہ | عہ ر | معہ ر |
| سہ ماہی | عسہ | عسہ | ھے ر | ھسے ر | ھہ ر | ھہ | ۸ ر | ۸ ر |
| ایک دفعہ | صہ ر | صہ ر | للعہ ر | للعہ | سے ر | سے ر | ۴ ر | ۴ ر |

تمام درخواستیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔

## اطلاع

ہر قسم کی خط و کتابت بنام مینجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔ اور خط میں اپنا پورا پتہ خوشخط اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرماویں۔ ورنہ دفتر تعمیل سے معذور ہے۔

مینجر میگزین

## بقایا صیغہ جات یکم مئی سنہ ۱۹۱۹ء کو

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تعلیم | ۵ | ۹ | ۷۵۸۸ |
| اشاعت | ۰ | ۱۵ | ۶۵۶۳ |
| مقبرہ | ۸ | ۱۱ | ۱۴۵۷۰ |
| زکوٰۃ | ۸ | ۱۳ | ۲۴۳۲ |
| بورڈران احمدیہ | ۳ | ۴ | ۶۴۹ |
| ساکین | ۵ | ۱۳ | ۸۲۰۴ |
| مستقل فنڈ | ۶ | ۲ | ۳۹۰۲ |
| امانت اندرونی | ۹ | ۱۲ | ۴۶۱۶ |
| بورڈران ہائی | ۳ | ۱۴ | ۵۸۸ |
| پراویڈنٹ فنڈ | ۰ | ۱۰ | ۱۵۱۲ |
| امانت بیرونی | ۰ | ۰ | ۹۵ |
| میزان | ۱۱ | ۱۰ | ۵۰۷۴۵ |
| منہائی فاضلہ | ۷ | ۴ | ۳۰۹۶۰ |
| | ۴ | ۶ | ۱۹۷۸۵ |
| منہائی پیشگی | ۳ | ۴ | ۱۶۷۴۵ |
| باقی نزد امین | ۱ | ۲ | ۳۰۴۰ |

### فاضل صیغہ جات

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| مدرسہ احمدیہ | ۰ | ۱۴ | ۴۹۶۶ |
| بیت المال | ۱۱ | ۷ | ۱۲۴۱۷ |
| صدقات | ۰ | ۰ | ۳۳۹۶ |
| متفرقات | ۴ | ۱۵ | ۴۶۵۸ |
| تعمیر | ۶ | ۱۴ | ۴۶۷۷ |
| یتامیٰ | ۱۰ | ۰ | ۸۴۳ |
| میزان | ۷ | ۴ | ۳۰۹۶۰ |

### تفصیل رقوم پیشگی

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تعلیم | ۰ | ۰ | ۱۲۲۵ |
| بیت المال | ۶ | ۸ | ۱۲۸۳۵ |
| مقبرہ | ۰ | ۰ | ۲۲۰ |
| بورڈران احمدیہ | ۰ | ۰ | ۲۳۵ |
| دفتر سکرٹری | ۰ | ۰ | ۶۰۱ |
| ڈاک | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| اشاعت اسلام | ۰ | ۰ | ۳۵۰ |
| تعمیر | ۹ | ۱۱ | ۱۰۸ |
| محاسب | ۰ | ۰ | ۲۵ |
| ناظر | ۰ | ۰ | ۵ |
| شفاخانہ انگریزی | ۰ | ۰ | ۱۰۹۰ |
| میزان | ۳ | ۴ | ۱۶۷۴۵ |

محاسب — عبد المغنی

ناظر — محمد اشرف

### بقایا صیغہ جات یکم جون سنہ ۱۹۱۹ء

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تعلیم | ۱۱ | ۱۱ | ۷۵۷۶ |
| پراویڈنٹ فنڈ | ۰ | ۶ | ۱۷۹۸ |
| اشاعت اسلام | ۰ | ۱۴ | ۶۸۸۳ |
| مساکین | ۵ | ۱ | ۸۳۵۳ |
| زکوٰۃ | ۴ | ۱۳ | ۲۸۳۸ |
| مقبرہ | ۸ | ۵ | ۱۵۲۲۸ |
| بورڈران احمدیہ | ۹ | ۱۱ | ۴۶۸ |
| امانت بیرونی | ۰ | ۰ | ۹۵ |
| مستقل فنڈ | ۶ | ۲ | ۳۹۰۲ |
| بورڈران ہائی | ۳ | ۰ | ۶۳۴ |
| امانت اندرونی | ۹ | ۱۲ | ۴۵۴۹ |
| میزان | ۱۱ | ۱۱ | ۵۲۳۲۹ |
| منہائی فاضل | ۱۰ | ۱۵ | ۳۲۷۲۴ |
| | ۱ | ۱۲ | ۱۹۶۰۴ |
| منہائی پیشگی | ۶ | ۸ | ۱۷۰۷۱ |
| باقی نزد امین | ۷ | ۳ | ۲۵۳۳ |

### فاضل صیغہ جات

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| یتامیٰ | ۱۰ | ۸ | ۸۰۰ |
| مدرسہ احمدیہ | ۹ | ۶ | ۵۱۷۶ |
| تعمیر | ۴ | ۸ | ۴۷۸۸ |
| لنگرخانہ | ۵ | ۱۴ | ۱۲۵۷۷ |
| متفرقات | ۱۰ | ۰ | ۵۱۹۶ |
| وظائف | ۶ | ۸ | ۴۱۸۵ |
| میزان | ۱۰ | ۱۵ | ۳۲۷۲۴ |

### تفصیل پیشگی

| صیغہ | پائی | آنہ | روپیہ |
|---|---|---|---|
| تعلیم | ۰ | ۰ | ۱۳۲۰ |
| لنگرخانہ | ۶ | ۸ | ۱۲۸۳۵ |
| مقبرہ | ۰ | ۰ | ۲۲۰ |
| بورڈران احمدیہ | ۰ | ۰ | ۲۳۵ |
| دفتر سکرٹری | ۰ | ۰ | ۵۹۱ |
| دفتر ڈاک | ۰ | ۰ | ۵۰ |
| اشاعت | ۰ | ۰ | ۷۰۰ |
| تعمیر | ۰ | - | ۱۰۰ |
| دفتر محاسب | ۰ | - | ۲۵ |
| دفتر ناظر | ۰ | ۰ | ۵ |
| نور ہسپتال | ۰ | ۰ | ۱۰۹۰ |
| میزان | ۶ | ۸ | ۱۷۰۷۱ |

# فہرست کتب بکڈپو دفتر ریویو قادیان دارالامان

| نام کتب | قیمت | نام کتب | قیمت |
|---|---|---|---|
| (۱) اوامر و نواہی | ۹ر | خزینۃ المعارف حصہ اول دوم | ۴ر |
| (۲) اظہار حق | ۵ر | " سوم چہارم | ۸ر |
| (۳) التبیان | ۲ر | خلافت راشدہ حصہ دوم | ۴ر |
| (۴) اجرومیہ | ۰ر | دینیات کا پہلا رسالہ | ۱ر |
| (۵) اعجاز احمدی | ۳ر | دعوت دہلی | ۱ر |
| (۶) اسلام | ۱۰ر | دعوت الحق | ۳ر |
| (۷) براہین احمدیہ مکمل | عہ | سناتن دھرم | ۰ر |
| " حصہ اول | ۵ر | سلاس الفضائل | ۱۰ر |
| " دوم | ۴ر | سلاس التعلیم | ۲ر |
| " سوم | ۵ر | شرح ترمذی اول | ۴ عہ |
| (۸) برہان الحق | ۱ر | " " دوم | ۴ عہ |
| (۹) باغ بہار | ۱ر | صیان القرآن | ۳ر |
| (۱۰) پنج ارکان اسلام | ۱ر | صبر جمیل | ۰ر |
| (۱۱) پارہ پنجم بخاری | ۸ر | فضل حق | ۱ر |
| (۱۲) پارہ عم مترجم | ۳ر | قاعدہ سنسکرت | ۰ر |
| (۱۳) پارہ سوم | ۱ر | قصہ قارون | ۔ر |
| (۱۴) تفسیر سورہ فاتحہ | ۱ر | قصائد احمدیہ | ۶ر |
| (۱۵) تفسیر سورہ بقرہ | ۳ر | لغات القرآن مکمل | عہ |
| (۱۶) تفسیر پارہ اول شیخ یعقوب علی صاحب | ۴ عہ | مبادی الصرف | ۱۰ر |
| (۱۷) " " دوم " | ۴ عہ | مسک العارف | ۱۰ر |
| (۱۸) " " ۲۳/۲۴ " | عہ | مکتوبات محمدیہ | ۴ر |
| (۱۹) " " ۲۵ " | عہ | مجموعہ آئین | ۰ر |
| (۲۰) " " ۲۶ " | عہ | مباحثہ رامپور | ۴ر |
| (۲۱) ٹیچنگ آف اسلام مجلد | ۴ عہ | مکتوبات احمدیہ | ۴ر |
| (۲۲) " بلا جلد | ۱۴ر | نسیم دعوت | ۳ر |
| (۲۳) جنگ مقدس | ۶ر | نور القرآن حصہ اول | ۱ر |
| (۲۴) جام شہادت | ۰ر | ہدیہ ثاقب | ۴ر |
| (۲۵) حقیقت نماز | ۷ر | | |
| (۲۶) حیرت کی حیرانی حصہ اول | ۵ر | | |
| (۲۷) " دوم | ۴ر | | |
| (۲۸) خطبہ الہامیہ | عہ | | |

نقد دس روپیہ قیمت خریدار کو مبلغ عہ ۱۰ فیصدی اور
" پندرہ " " عنہ ۲۰ فیصدی اور
" یکصد روپیہ " " ۲۵ فیصدی بطور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹



## سینی لائن

### خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا

یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسی وقت بند ہو جاتا ہے مسوڑوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر رفد کلی کرنے سے مسوڑے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے منہ کے راستہ یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے پینے سے بند ہو جاتا ہے عورتوں کے پرور کی(?) بیماری میں یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے

### خونی بواسیر

اس دوا کے کھانے اور پچکاری لینے سے رگیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور مرض جڑ سے جاتا رہتا ہے قیمت فی شیشی عہ پچکاری کانچ ۲ر محصولڈاک ۶ر اور ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

## کلوروڈائین

یہ انگریزوں کی خانگی دوا ہے ریاحی درد مروڑ خواہ کسی وجہ سے ہو اسکی ایک ہی دو خوراک سے جاتی رہتی ہے اور دست اور ہیضہ کے لئے بھی یہ نہایت مفید ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نے انگلینڈ کے ایک نامی دواخانہ سے بنوایا ہے اور اسلئے دیگر قیمتی کلوروڈائین سے کہیں بہتر اور مفید ہے قیمت فی شیشی ۶ر محصولڈاک ۵ر ایک درجن شیشی کی قیمت للعہ ر(?)

### نوٹ

دوائیاں ہر جگہ کے دوکانداروں اور ہمارے ایجنٹوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب فرمایئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵
تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

## ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا پین ہیلر

یہ اندرونی اور بیرونی ہر قسم کے درد کو دور کرنے کے لئے ایک لاجواب دوا ہے۔ موچ۔ چوٹ گٹھیا کے سبب سے جوڑوں یا گانٹھوں میں درد ہو۔ ریاح یا سردی کی وجہ سے کمر کولہا گردن وغیرہ میں درد ہو تو اسکے مالش سے فوراً ہی درد دور ہو جاتی ہیں ڈاڑھ اور مسوڑے کے درد کو بھی یہ فائدہ کرتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر محصولڈاک ۵ر

جناب دم سنگھ زمیندار موضع بہادہ ضلع علیگڑھ سے لکھتے ہیں آپکی دوا پین ہیلر بہت فائدہ مند ہے کئی شخصوں کو فائدہ ہوا۔ جناب لفٹنٹ ایم۔ بی۔ پرسنگھ و قاسم علی جہاپا(?) اپنی کچہری نیپال سے لکھتے ہیں آپ کی پین ہیلر نے بہت فائدہ کیا آپکی کل دوائیوں میں جادو کا اثر ہے۔

### روگ کا گھر کھانسی اور جناب مہاراجہ صاحب کا شکریہ

جناب مہاراجہ صاحب فیوڈیٹری چیف۔ بولانگر ضلع سمبل پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے میں مشکور ہوں اس دوا سے میری کھانسی بالکل دفع ہو گئی مجھے ساتھ خوراک سے زیادہ پینے کی نوبت ہی نہیں آئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسوجہ سے دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں بلغم کے دفع کرنے اور کھانسی کے دور کرنے کیلئے یہ ایک ہی دوا ثابت ہوئی۔ قیمت شیشی کلاں عہ محصولڈاک شیشی کلاں ۶ر قیمت شیشی خورد ۸ر محصولڈاک شیشی خورد ۵ر۔ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور ہمارے ایجنٹوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجیئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے شائع ہوا)